کرد علی نے المذکرات کا تعارف ان الفاظ میں کرایا ہے ۔ "مذکرات کسی ایسے سیاسی فرد یا ادیب کی ڈائری نہیں ہے جو ادب و سیاست میں بہت دخیل رہا ہو۔ جس نے قوم کی فکری اور ذہنی بیداری میں اہم رول ادا کیا ہو یا وہ مرکزی شخصیت کا حامل ہو، یہ تو ایک عام شخص کی سرگزشت حیات ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ عام لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ برسراقتدار لوگوں نے اس کے ساتھ کیا برتاؤ کیا ہے ۔ مجھے کبھی ان پر ہنسی آتی ہے اور کبھی رونا، انھیں اپنی طاقت و اقتدار پر ناز تھا، اور مجھے اپنی قوم کی بے بسی اور بے کسی پر رونا آتا ہے، تجربات کی روشنی میں مجھے یہ نظر آیا کہ دنیا ایک تماشاگاہ ہے اس میں انسان کو ہر طرح کے حالات سے دوچار رہنے کے لئے تیار رہنا چاہئے، مجھے اپنی زندگی کے سفر میں بہت کچھ دیکھنے کا موقع ہاتھ آیا، میں نے مصائب اور مشکلات کو ہنستے ہوئے جھیلا کبھی آہ و فریاد نہیں کی۔" [1]

کرد علی نے اپنی سرگزشت حیات میں اپنے معاصرین کے احوال و واقعات، اخلاق و عادات اور معاملات و سلوک کو اپنے مخصوص نقطۂ نظر سے پیش کیا ہے۔ ان کی زندگی کے ایسے گوشوں پر لب کشائی کی ہے جو عموماً پس پردہ رہتے ہیں ۔ اور جن کی نقاب کشائی جمہور کے نزدیک مستحسن نہیں سمجھی جاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ جب یہ کتاب منظر عام پر آئی تو اس پر کافی لے دے مچی، مختلف لوگوں نے اس کو نشانۂ تنقید بنایا، اور کرد علی پر جانبداری تعصب اور دریدہ دہنی کا الزام لگایا، لیکن وہ ان چیزوں سے مرعوب نہیں ہوئے کیونکہ کتاب کی تالیف سے قبل ہی ان کو اس کا احساس ہو گیا تھا اور وہ کہتے ہیں ۔ مجھے اس

[1] المذکرات ج ۱، محمد کرد علی ، ص ۶۷

بات کا احساس ہو رہا ہے کہ جو کچھ میں پیش کر رہا ہوں وہ بعض لوگوں کی خفگی کا باعث ہوگا۔ لیکن اس کی مجھے قطعاً پرواہ نہیں اور نہ ہی میں ان کو خوش کرنے کی کوشش کروں گا، میں عمداً ان کی ہتک اور سبکی کا ارادہ کیا ہے کیونکہ وہ اپنے اعمال و کردار کے ذریعہ امت کی عزت کو پامال کر رہے ہیں اور اس کا احساس بھی نہیں کر رہے ہیں۔[1]

علماء نفسیات کا خیال ہے کہ مزاج کی تندی اور تیزی کے حامل افراد عموماً صاف گو اور صاف دل ہوتے ہیں، ان کے یہاں ملمع سازی، رکھ رکھاؤ، اور مکاری و عیاری نہیں ہوتی ہے جو کچھ کہنا ہوتا ہے سیدھے یا ٹیڑھے انداز میں کہہ لیتے ہیں اور ان کا غبار دل نکل جاتا ہے۔ کرد علی کے مذکرات کا جب آپ مطالعہ کریں گے تو جگہ جگہ ان کے مزاج کی اس نوعیت کا احساس ہوتا ہے، معاصرین جن سے کہ ان کے اختلافات تھے ان کی گرفت وہ بہت سختی اور درشتی سے کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ کتاب کی اشاعت کے بعد ان کے اس رویہ کی بہت مخالفت ہوئی جس کا ان کو کتاب کی تالیف کے وقت احساس بھی تھا، مگر ان کے پیش نظر جو مقصد تھا اس کے لئے ان سب کو برداشت کیا، کرد علی ابتداء ہی سے اپنی سخت اصول اور نظریات کی شدت کی وجہ سے معاصرین کے درمیان نشانۂ تنقید بنتے رہے ہیں، مگر اس کتاب میں اس میں مزید درشتی اور تلخی آگئی ہے یہاں تک کہ انہوں نے اپنے قریبی لوگوں کو بھی نہیں بخشا، اس کی طرف انہوں نے یوں اشارہ کیا ہے ـــ "میں نے اس کے (المذکرات) کے ذریعہ اپنے معاصرین میں سے ان لوگوں کے چہروں سے پردہ اٹھا رہا ہوں، جن کے ساتھ میں مدتوں رہا ہوں تاکہ انہوں نے اپنے غرور کے نشہ میں مجھے اور میری قوم کو جو تکلیف پہنچائی ہے اس کی وجہ سے یہ نسل ان سے

---

[1] المذکرات، ج ۱، کرد علی، ص ۴

نفرت کرنے لگے تھے۔[۱]

پروفیسر جبری مذکرات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں — "کرد علی کی آراء
ں بعض اہم شخصیات کے متعلق کافی تعارض پایا جاتا ہے مثلاً امیر فیصل کو وہ
یک جگہ مدبر، سیاستدان اور دور اندیش قائد کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں، تو
دوسری جگہ ان کے زوال کا سبب ان کی بے بصیرتی ضعف ارادہ وعزم کو قرار دیتے
ہیں ایک جگہ تو ان کو باغی، ظالم اور فضول خرچوں میں شمار کرتے ہیں"[۲] ہمارا خیال ہے کہ
اہم شخصیات جو سیاسی مناصب پر فائز ہوں ان کے متعلق آراء کا اختلاف عموماً ہوتا
ہے، اس میں غلطی ان کے متعلق رائے رکھنے والوں کی نہیں ہے، بلکہ اصل غلطی ان
سیاسی شخصیات کی ہیں جو حالات اور زمانہ کے لحاظ سے پینترے بدلتی رہتی ہیں، ترکی
ں مصطفٰی کمال پاشا نے جب عثمانی حکومت سنبھالا تو اپنے ملک اور عالم اسلام کی
ہمدردی حاصل کرنے کے لئے اسلام اور جہاد کا پروپیگنڈہ کیا، جس سے لوگ
فی متاثر ہوتے اور علامہ اقبال جیسے سوجھ بوجھ رکھنے والے شخص نے بھی طلوع
سلام جیسی معرکۃ الآرا نظم اس کی مدح وستائش میں کہہ ڈالی، لیکن جب اس کی
حومت کو استحکام حاصل ہوتا ہے تو ایسے تمام امور سے دستبرداری حاصل کرلیتا ہے
ہ کا تعلق مذہب سے ہو، تو اگر کرد علی نے امیر فیصل کے متعلق ایسی آراء کا اظہار
یا ہے جس سے بظاہر تعارض ظاہر ہو رہا ہے تو اس میں کرد علی کی رائے اور
فکر کی تبدیلی سے زیادہ امیر فیصل کے کردار واخلاق اور نظریات کی تبدیلی
کا عمل دخل ہے، یہ تو محمد کرد علی کی دیانت وامانت تھی کہ بعد میں وہی رائے دی

---

[۱]۔ المذکرات ج ۱، کرد علی، ص ۴،

[۲]۔ محاضرات ص ۹۲ و ۹۳ -

جو حق و انصاف سے زیادہ قریب تھی۔ پروفیسر جبری آگے مزید لکھتے ہیں کہ مذکرات میں جب لا بہت سی اہم شخصیات کی نجی زندگی سے نقاب کشائی کی گئی ہے اس کے ساتھ اس میں ادب، اخلاق، سیاست اور معاشرت وغیرہ پر بہت سا بیش قیمت مباحث بھی موجود ہیں جس کو معروضی انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ نا کردعلی کی مذکرات اپنی نوعیت کی واحد چیز ہے، اس میں جذبات و احساسات دلی کیفیات اور رجحانات کو مختلف شکلوں اور پیرائے بیان میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے، اس میں محبت، نفرت، غصہ و خوشی کا عجیب امتزاج ہے۔ درحقیقت مذکرات کے صفحات پر کردعلی کا مزاج، رجحان فطرت اور اس کی دلی کیفیات اور حیات کا سایہ ہر جگہ منڈلاتا پھرتا ہے، ایس ہی کردعلی کی شخصیت ہر قسم کے لبادے اور جامے سے آزاد ہو کر اپنے فطری اور پیدائشی لباس میں نظر آتی ہے۔ - ختم شد -

---

<u>بقیہ قبلہ ابا جان!</u>

نرمی کے ساتھ مجھ سے فرمایا کہ جاؤں ان کے گھر، بیچارہ کسی پریشانی یا بیماری میں نہ مبتلا ہوں۔ تم خیریت معلوم کرنے جب گھر جاؤ تو کچھ پیسے ساتھ لے جانا اور کوئی ایسی ویسی بات دیکھو تو چپکے سے باعزت طریقے سے یہ پیسے دیدینا اور وہاں ان کی خدمت کے لئے ایک دو روز ان کے یہاں رہ بھی آنا۔ یہ تھی ان کی شرافت و انکساری اور ہمدردی غربا، آج وہ ہمارے درمیان میں نہیں ہیں، لیکن ان کی باتیں ہمارے لئے ... یادوں کا حسین گلدستہ ہے اور جسے ہم سب اپنے لئے باعث سرمایۂ افتخار سمجھتے ہیں۔

ختم شد

لے ا۔ محاضرات، ص ۹۷۔

سبع معلقات
ایک تحقیقی مطالعہ

امتیاز احمد اعظمی، ریسرچ اسکالر شعبہ عربی، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ،

(۲)

مورخین وادبا کی وہ جماعت جو تعلیق علی الکعبہ کی قائل ہے اس کے نزدیک ہے کہ اشعار کے یہ ذخیرے یا قصائد کے نام "سموط"، "مشہورات"، "سبعیات"، "طوال" سے تعلیق علی الکعبہ کی نفی نہیں ہوتی۔ یہ تمام نام اس شعری سرمایہ کی [فض]یلت، اولیت اور اہمیت پر دال ہیں، ہر نام ان قصائد کی بہتری پر ثبوت ہے، [لہ]ذا ان ناموں سے کیسے یہ تصور کر لیا جائے کہ یہ سبع معلقات کے تعلیق علی الکعبہ [کی] نفی کرتے ہیں۔ حضورؐ کے زمانے میں خانہ کعبہ کی صفائی اور مرمت کے وقت [خا]نہ کعبہ کی دیواروں پر لٹکے ہوئے چند اشعار بھی نہیں تو اس سے ان قصائد کی [تع]لیق علی الکعبہ کی نفی نہیں ہوتی۔ دراصل مشہور شعرا کے نادر و مثالی کلام ایک [خا]ص مدت یا کسی خاص موقع پر لٹکائے جاتے، موسم حج یا کسی خاص مجلس کے [موق]ع پر اس طرح کا اہتمام ہوتا۔ ہمیشہ اور ہر وقت یہ اشعار کعبہ میں لٹکے نہیں [ر]ہتے۔ لہٰذا حضورؐ کے زمانے میں کعبہ کی دیواروں پر اشعار نہ ملنا تعلیق علی الکعبہ کی نفی

جو حق و انصاف سے زیادہ قریب تھی۔ پروفیسر جبری آگے مزید کہتے ہیں کہ مذکر
میں جہاں بہت سی اہم شخصیات کی نجی زندگی سے نقاب کشائی کی گئی ہے
کے ساتھ اس میں ادب، اخلاق، سیاست اور معاشرت وغیرہ پر بہت
بیش قیمت مباحث بھی موجود ہیں جن کو معروض انداز میں پیش کیا گیا ہے۔
کردعلی کی مذکرات اپنی نوعیت کی واحد چیز ہے، اس میں جذبات و احساسا
دلی کیفیات اور رجحانات کو مختلف شکلوں اور پیرائے بیان میں پیش کر۔
کی کوشش کی گئی ہے، اس میں محبت، نفرت غصہ و خوشی کا عجیب امتزاج
درحقیقت مذکرات کے صفحات پر کردعلی کا مزاج رجحان فطرت اور اس کی دلی
کیفیات اور جذبات کا سایہ ہر جگہ منڈلاتا پھرتا ہے اس میں کردعلی کی شخصیت
ہر قسم کے لبادے اور جامے سے آزاد ہو کر اپنے فطری اور پیدائشی لباس
نظر آتی ہے۔

- ختم شد -

<u>بقیہ قبلہ ابا جان</u>

نرمی کے ساتھ مجھ سے فرمایا کہ جاؤں ان کے گھر، بیچارہ کسی پریشانی یا بیماری
میں مبتلا ہو۔ تم خیریت معلوم کرنے جب گھر جاؤ تو کچھ پیسے ساتھ لے جانا اور کوئی ایسی
ویسی بات دیکھو تو چپکے سے باعزت طریقے سے یہ پیسے دیدینا اور ماں ان کی خدمت کے
ایک دو روز ان کے یہاں برابر آنا۔ یہ تھی ان کی شرافت وانکساری اور ہمدردی
غربا، آج وہ ہمارے درمیان میں نہیں ہیں، لیکن ان کی باتیں ہمارے لئے
یادوں کا حسین گلدستہ ہے اور جسے ہم سب اپنے لئے باعث سرمایۂ افتخار سمجھتے ہیں۔

ختم شد

۱۵۔ محاضرات، ص ۹۷۔

سبع معلقات
ایک تحقیقی مطالعہ

امتیاز احمد اعظمی، ریسرچ اسکالر شعبہ عربی، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

(۲)

مورخین و ادبار کی وہ جماعت جو تعلیق علی الکعبہ کی قائل ہے اس کے نزدیک یہ ہے کہ اشعار کے یہ ذخیرے یا قصائد کے نام مسموط، " مشہورات " سبعیات " اور " اطوال " سے تعلیق علی الکعبہ کی نفی نہیں ہوتی۔ یہ تمام نام اس شعری سرمایہ کی نضیلت، اولیت اور اہمیت پر دال ہیں، ہر نام ان قصائد کی بہتری پر ثبوت ہے، لہٰذا ان ناموں سے کیسے یہ تصور کر لیا جائے کہ یہ سبع معلقات کے تعلیق علی الکعبہ کی نفی کرتے ہیں۔ حضورؐ کے زمانے میں خانہ کعبہ کی صفائی اور مرمت کے وقت خانہ کعبہ کی دیواروں پر لٹکے ہوئے چند اشعار بھی نہیں تو اس سے ان قصائد کی تعلیق علی الکعبہ کی نفی نہیں ہوتی۔ دراصل مشہور شعرار کے نادر و مثالی کلام ایک خاص مدت یا کسی خاص موقع پر لٹکائے جاتے، موسم حج یا کسی خاص مجلس کے موقع پر اس طرح کا اہتمام ہوتا۔ ہمیشہ اور ہر وقت یہ اشعار کعبہ میں لٹکے نہیں رہتے۔ لہٰذا حضورؐ کے زمانے میں کعبہ کی دیواروں پر اشعار نہ ملنا تعلیق علی الکعبہ کی نفی

[illegible] کرتے

[illegible] تقدیس کعبہ کی جو بات ہے اور امرؤ القیس جیسے فحش کلام کہنے والے کے گندے اشعار کے لٹکانے کی بات ہے۔ یہ اسلام اور مسلمانوں کے نزدیک عقیدہ ہے اور اسلام کی نظر میں کسی پاک جگہ پر فحش کلام لٹکانے کی ممانعت ہے، لیکن زمانۂ جاہلیت میں ایسی بات نہیں تھی، اس دور میں تو کعبہ کا ننگے ہو کر طواف کیا جاتا تھا اور اشعار کو زمانۂ جاہلیت میں جو اہمیت اور [illegible] مقام حاصل تھا اس سے ہر فرد واقف ہے۔ شاعر امرؤ القیس تو ان کے نزدیک مایہ ناز اور چوٹی کا شاعر تصور کیا جاتا تھا۔ لہٰذا اس کے کلام کے سلسلے میں کیسے کہا جا سکتا ہے کہ عرب جاہل قوم کے نزدیک معیوب اور خراب سمجھا جاتا رہا ہو۔

میرے نزدیک ان قصائد کا کعبہ کی دیواروں پر لٹکانا معقول اور صحیح بات نظر آتی ہے کیونکہ کعبہ میں کسی خاص بات یا کسی اہم معاہدہ اور عہد و پیمان کے لٹکانے کا رواج اسلام آنے کے بعد تک جاری رہا۔ اس کے ثبوت بھی ہمارے سامنے موجود ہیں۔ جب قریش نے قبیلہ بنی ہاشم سے قطع تعلق اور بائیکاٹ کا اعلان کیا تو اس اعلان مقاطعہ کو لکھ کر باقاعدہ کعبہ کی دیوار پر لٹکایا گیا۔ خلیفہ عباسی ہارون رشید نے اپنے دونوں بیٹوں کے لئے معاہدہ خلافت کو لکھ کر کعبہ کے اندر لٹکا دیا تھا۔ جو لوگ تعلیق علی الکعبہ کے منکر ہیں وہ مطلقاً تعلیق یا لٹکانے سے انکار نہیں کرتے۔ بلکہ اکثر کہتے ہیں کہ یہ اشعار خیموں یا بادشاہ کے خزانے میں لٹکائے گئے۔ الغرض میرے نزدیک خانہ کعبہ میں سبع معلقات کے لٹکانے کی روایت صحیح اور معتبر ہے کیونکہ خانہ کعبہ میں کسی چیز کے لٹکانے کا رسم و رواج [illegible]

اعداد معلقات میں اختلاف کی صورت۔

اس امر میں مختلف قسم کے اقوال ہیں، کتنے کون اور کن شعراء کے قصائد کعبہ میں لٹکائے گئے۔ نحاس کے نزدیک جو قصائد لٹکائے گئے وہ امرؤ القیس، طرفہ بن عبد، زہیر بن ابی سلمیٰ، لبید بن ربیعہ، عنترہ بن شداد، عمرو بن کلثوم اور حارث بن حلزہ کے ہیں۔

بعض مورخین و ادباء کے نزدیک یہ آٹھ قصائد ہیں کعبہ کی دیواروں پر آویزاں کئے گئے تھے۔ ابو زید القرشی نے اپنی کتاب "جمہرۃ اشعار العرب" میں ان قصائد کی تعداد آٹھ بتایا ہے نابغہ کے قصائد کا اضافہ کیا ہے اور حارث بن حلزہ کی جگہ اعشیٰ کے قصیدہ کو شامل کیا ہے۔ ترتیب یوں بتلایا ہے، امرؤ القیس، زہیر بن ابی سلمیٰ، نابغہ ذبیانی، اعشیٰ، لبید بن ربیعہ، عمرو بن کلثوم، طرفہ بن العبد اور عنترہ بن شداد عبسی، اس طرح اختلاف کے ساتھ مجموعی طور پر نو قصائد ہیں جو لٹکائے گئے امرؤ القیس، طرفہ بن العبد، زہیر بن ابی سلمیٰ، لبید بن ربیعہ، عمرو بن کلثوم، بن شداد عبسی، حارث بن حلزہ، اعشیٰ اور نابغہ ذبیانی کے ہیں۔ ابو ذکریا مزید ایک قصیدہ کا اضافہ کر دیا ہے وہ عبید بن الابرص کا قصیدہ ہے۔

وہ قصائد جن کے کعبہ پر لٹکانے پر تمام کا اتفاق ہے اور جن میں اختلافی شکل صرف پانچ قصائد ہیں۔ وہ امرؤ القیس، طرفہ بن العبد، زہیر بن ابی سلمیٰ بن ربیعہ، اور عمرو بن کلثوم کے ہیں۔ چھٹا اور ساتواں قصیدہ جو جمہور کے معلقات میں شامل ہیں۔ وہ عنترہ بن شداد عبسی اور حارث بن حلزہ مفضل نے عنترہ اور حارث کے قصیدے کی جگہ اعشیٰ اور نابغہ کے قصیدے ہے۔

نے ایک لطیف گوشہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ ....
نے حارث بن حلزہ کے قصیدے کو معلقات میں اس وجہ سے شامل

کیا کہ اس نے دیکھا کہ عمرو بن کلثوم کے قصیدہ کو غیر معمولی شہرت حاصل ہو رہی ہے۔ اور قبیلہ تغلب کی شہرت عام ہو رہا ہے تو اس نے اپنے قبیلہ کی شہرت کے لئے اپنے شاعر کے قصیدہ کو بھی معلقات میں شامل کر لیا۔

ہارون عبود نے اس اختلافی پوائنٹ کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ راویوں نے اپنی سمجھ و ادراک، اور میلان و تعلق کے اعتبار سے معلقات کی تعداد آٹھ اور دس تک پہونچا دیا ہے۔ اہل بصرہ نے امرؤالقیس کو یمنی ہونے کی بنا پر فضیلت و برتری کا مقام دیا۔ کوفیوں کے نزدیک اعشٰی کا مقام نہایت اونچا ہے اہل بادیہ اور حجاز کے مورخین نے نابغہ کو افضل قرار دیا۔ وہ قصیدے جو معلقات میں شامل ہیں، وہ امرؤالقیس، طرفہ بن العبد، زہیر بن ابی سلمٰی، لبید ابن ربیعہ، عمرو بن کلثوم، حارث بن حلزہ، اور عنترہ بن شداد عبسی کے ہیں۔

* ملاحظہ ہو کتاب ادب العرب ہارون عبود ؟ ا ص ۱۶۱ م

سباعی نے ان سات معلقات کی جانب نشاندہی کی ہے جو معلقات میں شامل ہیں۔ وہ امرؤالقیس کا قصیدہ "قفا نبک" طرفہ بن العبد "لخولة اطلال" زہیر ابن ابی سلمیٰ کا "امن ام اوفی" لبید بن ربیعہ کا "عفت الدیار" عمرو بن کلثوم کا "الا ھبی" عنترہ بن شداد کا "ھل غادر الشعراء" اور حارث بن حلزہ کا "آذنتنا ببینھا اسماء" یہ وہ سات قصائد ہیں جن کا شمار معلقات میں ہوتا ہے۔ اور جس کا آغاز ان اشعار سے ہوا، ان کے علاوہ ان شعراء کے قصائد جو کسی دوسرے شعر سے شروع ہوتے ہیں قصائد معلقہ میں شامل نہیں ہوتے۔

باقی وہ تین قصائد جو اختلافی صورت میں معلقات میں شامل ہوتے ہیں جس رائے کی جانب تبریزی اور ابو زید القرشی گئے ہیں۔ وہ تین قصائد یہ ہیں۔۔

نابغہ ذبیانی کا " یا دار میۃ بالعلیا فالسند"، اعشی کا، " ودع ھریرۃ ان الرکب مرتحل" اور عبید بن الابرص کا، " اقفر من اھلہ ملحوب" اعشی کے قصیدے میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک اعشی کا قصیدہ " الم تغتمض عیناک لیلۃ ارمدا" معلقات میں شامل ہے۔

مذکورہ بحث سے یہ بات عیاں ہو گئی کہ جمہور کے نزدیک معلقات میں سات ہی قصائد شامل ہیں دلائل و قرائن سے جمہور کی رائے صحیح اور معتبر ہے صرف ایک دو کے سوا آٹھ یا دس قصیدوں کی جانب کوئی نہیں گیا۔ ابوزید القرشی نے ان معلقات کو آٹھ اور تبریزی نے دس تک پہنچا دیا ہے۔

شکوک وشبہات :-

بعض جدید مورخین وادباء کے نزدیک جاہلی ادبی سرمایہ من گھڑت اور اسلامی دور کا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حماد الراویہ جو جاہلی ادب کا مایہ ناز راوی ہے جس کو جاہلی شاعری کی روایت کرنے کا ہیرو تصور کیا جاتا ہے۔ اور جس کی وجہ سے اسے الراویہ (زیادہ روایت کرنے والا) کا لقب ملا۔ زبان وادب پر اسے کامل عبور حاصل تھا جس کے باعث اس نے خود شعر کہا اور اسے جاہلی شعراء کی جانب منسوب کیا۔ اس طرح قدماء کے اشعار خلط ملط ہو گئے جن کے مابین امتیاز و تفریق کرنا اب مشکل ہے۔

مصطفیٰ صادق الرافعی نے بھی حماد الراویہ پر الزام لگایا، انہوں نے کہا کہ حماد نے امراء و رؤساء کا تقرب حاصل کرنے کے لئے ایسا کیا۔ ایک روایت اس سلسلہ میں یہ آتی ہے کہ ایک دفعہ حماد الراویہ، بلال ابن ابی بردہ کے پاس آیا، بلال ابن ابی بردہ نے کہا کہ حماد مجھے سناؤ۔ حماد نے ایک ایسا قصیدہ سنایا جس میں ابوموسیٰ کی مدح سرائی تھی، بلال نے صریح طور پر انکار کیا اور کہا کہ حطیہ اس طرح کی